تصویر،

تصویر اور صورت گری کی ایک صورت "مجسمہ سازی" ہے جس کو عام طور پر تمثال یا صنم کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسری صورت منقوش تصویر کی ہے جیسے کپڑوں، دیواروں اور کاغذ پر نقش، اس کی ترقی یافتہ صورت موجودہ عکسی تصویر (فوٹوگرافی) ہے ــــــــــ قرآن مجید کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں میں تصویر کی یہ دونوں ہی صورتیں جائز تھیں، چنانچہ نبی وقت سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے جنات ان کے لئے مجسمے بنایا کرتے تھے۔ یعملون له مایشاء من محاریبَ وتماثیلَ وجفانٍ کالجواب (سبا: ۱۳)

لیکن چوں کہ یہ مجسمہ سازی اور تصویر سازی مختلف اقوام میں بتدریج شرک کا باعث بنتی رہی ہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم جن کی بعثت شریعت کی تکمیل، عقیدۂ توحید کے قیامت تک کے لئے غلبہ و اظہار اور دین حقیقی کو ہر طرح کی تحریف و تصحیف سے محفوظ رکھنے لئے وجود پذیر ہوئی تھی، نے ضروری جانا کہ اس چور دروازہ کو بند کردیا جائے تاکہ اس امت میں فتنہ در نہ آسکے۔

تصویر کے سلسلے میں سب سے پہلے ہم کو احادیث پر نظر کرنی چاہئے ـــــ تصویر کے متعلق احادیث میں بظاہر اختلاف و تعارض محسوس ہوتا ہے۔

بے جان تصویریں

ا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً تصویر حرام ہے، جاندار کی ہو یا بے جان اشیاء کی ــــــــــ حضرت ابو ذرعہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے ایک گھر گئے تو گھر کے بالائی حصہ میں ایک تصویر پر نظر پڑی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے آپؐ سے سنا ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا کی طرح تخلیق کرنے لگے، وہ ایک دانہ اور ذرہ کی تخلیق کر کے ہی بتائے (۱)

یہاں "حبہ" اور "ذرہ" کے لفظ سے اشارہ محسوس ہوتا ہے کہ خدا کی کسی بھی مخلوق خواہ جاندار ہو یا بے جان، کی تصویر بنانی جائز نہیں۔ چنانچہ ابن عباس کے مایۂ ناز شاگرد کی طرف منسوب ہے کہ وہ پھلدار درخت کی تصویر بنانے کو بھی منع فرماتے تھے (۲)

جاندار کی تصویر

۲۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جاندار اور ذی روح کی تصویریں ممنوع ہیں، بے جان اشیاء کی تصویروں میں مضائقہ نہیں ــــــ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے آپؐ سے سنا کہ جو تصویر بنائے گا اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کو عذاب دے گا جب تک کہ وہ روح نہ پھونک دے اور ظاہر ہے کہ انسان روح نہ پھونک سکے گا۔ حتی ینفخ فیہ الروح و لیس بنافخ ابداً (۳)

تاہم روایت کے لب ولہجہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر ذی روح کی تصویر بنانے اور اس کو ذریعہ معاش بنانا بھی کچھ پسندیدہ امر نہیں، چنانچہ آگے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر تم اس سے باز آنے کو تیار نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ درخت اور بے روح چیزوں کی تصویر پر اکتفا کرو: ان ابیت الا ان تصنع

---

(۱) بخاری عن ابی ہریرہؓ، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ ۲/۸۸۰۔

(۲) بحر ۲/۳۱، ردالمحتار ۱/۴۳۶۔

(۳) بخاری ۱/۲۹۶ باب بیع التصاویر التی لیس فیہا روح۔

نعليك بهذا الشجر وكل شئ ليس فيه روح (۱)

اس طرح کی متعدد روایات ہیں جو مطلقاً ذی روح کی تصویر کو ناجائز قرار دیتی ہیں۔ چنانچہ فقہاء کی ایک بڑی جماعت نے جاندار کی تصویر کو مطلقاً اور بہر صورت حرام قرار دیا ہے اس سلسلے میں امام نووی کی وضاحت خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے، فرماتے ہیں:۔

وقال اصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان شديد التحريم وهو الكبائر (۲)

ہمارے اصحاب اور دوسرے اہلِ علم کا کہنا ہے کہ حیوان کی تصویر شدید حد تک حرام ہے اور کبائر میں سے ہے۔

تصویریں بطریق احترام

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جاندار کی تصویریں بھی اس وقت حرام ہیں جب کہ لٹکی ہوئی ہوں، بلند مقام پر ہوں اور اس طرح رکھی گئی ہوں کہ تصویر کی تعظیم کا احساس ہوتا ہو، چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:۔

كان في بيتي ثوب فيه تصاوير فجعلته الى سهوة في البيت فكان النبي يصلي اليه فقال يا عائشة! اخريه عني قالت فنزعته فجعلته وسائد (۳)

میرے گھر میں کپڑا تھا جس میں تصویریں تھیں، میں نے اسے طاق میں رکھدیا، حضورؐ اس کی طرف نماز پڑھنے لگے پھر ارشاد فرمایا، اے عائشہؓ! اس کو مجھ سے دور کر دے، پس میں نے اس کو اتار کر تکیہ بنا دیا۔

---

(۱) شرح مسلم ۲/۱۹۹۔
(۲) صحیح مسلم مع النووی ۲/۲۰۱۔
(۳) نسائی عن ابی ہریرۃ، باب التصاویر ۲/۳۰۰۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک مصوّر پردے کے حجرۂ اقدس میں موجودگی کی وجہ سے آنے سے انکار کر دیا اور آپ سے کہا کہ یا تو آپ ان تصویروں کے سر کاٹ دیں یا اس کو فرش بنا دیں : فاما ان تقطع رؤسها او تجعل بساطاً یوطأ (۱) چنانچہ کتب حدیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اور اجلۂ تابعین نے مصور تکئے استعمال کئے ہیں ۔

فقہاء اور سلف صالحین کی ایک بڑی جماعت اسی کی قائل رہی ہے ۔

شارح بخاری علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں :-

.... وخالف الآخرون هؤلاء المذكورين وهم النخعي والثوري وابو حنيفة ومالك والشافعي واحمد في رواية وقالوا اذا كانت الصور على البسط والفرش التي توطأ بها الاقدام فلا باس بها واما اذا كانت على الثياب والستائر ونحوهما فانها تحرم — وقال ابو عمر ذكر ابن القاسم قال كان مالك يكره التماثيل في الاسرة والقباب واما البسط والوسائد والثياب فلا باس به (۲)

دوسرے لوگوں نے ان مذکورہ حضرات سے اختلاف کیا ہے اور وہ نخعی، ثوری، ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور ایک... روایت کے مطابق احمد ہیں۔ ان حضرات نے کہا کہ تصویریں بستروں اور فروش پر ہوں جو پاؤں سے روندے جاتے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ کپڑے، پردے وغیرہ پر ہوں تو حرام ہیں۔ ابو عمر ابن قاسم کے حوالہ سے امام مالک سے ناقل ہیں کہ آپ تخت اور گنبدوں پر تصویریں مکروہ سمجھتے تھے، فروش و تکیوں اور کپڑوں پر نہیں۔

ابن عابدین شامیؒ متاخرین میں جن کا پایۂ علمی محتاج اظہار نہیں صاحب ہدایہ سے نقل کرتے ہیں :

---

(۱) نسائی عن ابی ہریرہؓ باب التصاویر ۲/۲۰۱ ۔ (۲) عمدۃ القاری ۱۲/۴۰ ۔

ولو كانت الصورة على وسادة ملقاة او على بساط مفروش لا يكره لانها تداس وتوطأ (۱)

پڑے ہوئے تکیے یا بچھے ہوئے بستر پر تصویر ہو تو مکروہ نہیں کہ اسے روندا جاتا ہے۔

. . . .

پھر آگے وضاحت کرتے ہیں کہ دراصل دو صورتوں میں تصویر کی کراہت ہے، ایک اس وقت جب اس کی تعظیم کی صورت اختیار کی جائے۔ دوسرے اس وقت جب غیر مسلموں سے تشبہ پیدا ہو جائے، جیسے نماز کے وقت سامنے کھڑی کر کے تصویر رکھنا، یا ایسی تصویریں جن کی غیر مسلم پرستش کرتے ہیں۔

الذی یظهر من کلامهم ان العلة اما التعظیم او التشبه (۲)

ان کے کلام سے یہ بات ظاہر ہے کہ اصل علت تصویر کی تعظیم یا تشبہ ہے۔

جو حضرات فرش وغیرہ کی تصویر کو درست کہتے ہیں ان کے پاس جیسا ذکر کیا گیا متعدد روایات اور آثار موجود ہیں جن میں بعض نہایت واضح اور سند کے اعتبار سے بھی قوی ہیں مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناقل ہیں کہ ان کا ایک پردہ تھا جس پر پرندہ کی تصویر تھی، آپؐ جب تشریف لاتے تو اس کا سامنا ہوتا، آپؐ نے فرمایا: اسے ہٹا دو "حولی هذا" کہ میں جب داخل ہوتا ہوں اور نظر پڑتی ہے تو دنیا یاد آتی ہے (۳)

اب دیکھئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً آپؐ نے منع ہی نہیں فرمایا پھر منع کیا تو دنیا یاد آنے کو علت قرار دیا، پھر صرف ہٹانے کا حکم دیا، نہ پھاڑنے کا اور نہ تصویر کو مسخ کرنے کا، بلکہ ایک اور سند میں صراحت ہے کہ آپ نے قطع کرنے کا حکم نہیں فرمایا (۴)

---

(۱) ردالمحتار ۱/۴۳۵ (۲) حوالہ سابق ص: ۴۳۶۔
(۳) صحیح مسلم ۲/۲۰۰۔
(۴) حوالہ سابق۔ فلم یامرنا رسول اللہ۔

تاہم جو لوگ ایسی تصویروں کو بھی منع کرتے ہیں، ان کے حق میں بھی بعض صریح حدیثیں موجود ہیں مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں اپنی غلطی سے بارگاہ خداوندی میں تائب ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ گدا کس کے لیے ہے؟ عرض کناں ہوئیں، اس لیے کہ آپؐ تشریف رکھیں اور اس کا تکیہ لیں۔ فرمایا: ان تصویر والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا (۱)

بے سایہ تصویریں

۴۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مجسمے حرام ہیں، وہ تصویریں جو کپڑے وغیرہ پر منقش ہوں، ممنوع نہیں ہیں۔ بسرؓ راوی ہیں کہ زید بن خالد بیمار ہوئے، ہم عیادت کے لیے گئے تو دروازہ پر ایسا پردہ پایا جس میں تصویر تھی، میں نے عبداللہ خولانی سے دریافت کیا کہ اس سے پہلے تو حضرت زیدؓ نے تصویروں کی ممانعت کی بابت نقل کیا تھا۔ عبیداللہؓ نے کہا: حضرت زید کا فقرہ نہیں سنا تھا کہ اس سے وہ تصویر مستثنیٰ ہے جو کپڑے پر منقش ہو۔ "الا رقماً فی ثوب (۲)" اس مضمون کی ایک روایت حضرت سہل بن حنیف سے بھی مروی ہے؛ حضرت ابوطلحہؓ بیمار تھے۔ آپؐ نے ایک شخص کو بلایا کہ گدا نکال دے، حضرت سہلؓ نے وجہ دریافت کی، ابوطلحہؓ نے فرمایا: اس میں تصویریں ہیں، سہلؓ نے کہا: کیا آپؐ نے نہیں فرمایا، وہ تصویریں ممنوع نہیں جو کپڑے پر منقش ہو۔ "الا ما کان رقما فی ثوب"۔ جواب دیا، ہاں، مگر دل کو یہی بھاتا ہے ولکنہ اطیب لنفسی (۳)۔

---

(۱) بخاری باب من کرہ القعود علی الصور ۲/۸۰، ۸۱۔ نیز صحیح مسلم ۲/۲۰۱۔

(۲) صحیح بخاری مع الفتح ۱۰/۳۲۰۔

(۳) ترمذی نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے: ہذا حدیث حسن صحیح ۱/۲۰۸ باب جاء فی الصورۃ۔

اسی بنا پر سلف صالحین ہی کے زمانہ سے ایک گروہ ایسی تصویر کی حرمت کا قائل رہا ہے جو سایہ دار ہو یعنی مجسمے ۔ بے سایہ تصویریں جیسے کاغذی تصویریں ان کے نزدیک جائز ہیں، عینی کا بیان ہے : وقال قوم انما کرہ من ذلک ماله ظل ولا ظل له فلیس به بأس (۱) امام نووی نے بھی ایک جماعت علماء سے ایسی تصویروں کا جواز نقل کیا ہے (۲) اور اسی بنا پر قاضی عیاض نے صرف سایہ دار تصویر یعنی مجسمہ کی حرمت پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے اور اس سے بھی گڑیا کو مستثنیٰ رکھا ہے : وقال عیاض واجمعوا علی منع ما کان له ظل (۳)

شیخ عبدالرحمٰن جزیری مالکیہ کا مسلک ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں :

ثانیها ان تکون مجسدۃ	تصویر کے حرام ہونے کی دوسری شرط یہ ہے
سواء کانت ماخوذۃ من مادۃ	کہ وہ مجسم ہو چاہے وہ باقی رہنے والے مادہ
تبقی کالخشب والحدید والعجین	جیسے لکڑی، لوہا، گوندھا ہوا آٹا اور شکر
والسکر اولا کقشر البطیخ	سے بنی ہو یا ناپائدار مادہ مثلاً خربوزہ کے
اما اذا لم تکن مجسدۃ کصورۃ	چھلکے سے بنی ہو ...... اگر حیوان اور
الحیوان والانسان التی ترسم علی	انسان کی صورت کی طرح مجسمہ نہ ہو جو کپڑے،
الورق والثیاب والحیطان والسقف	کاغذ، دیوار اور چھت پر نقش کیا جاتا ہے تو
ففیها خلاف	اس میں اختلاف ہے ....
اربعها ان یکون لها ظل فان کانت	تصویر کے حرام ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے
مجسدۃ ولکن لا ظل لها بان بنیت	کہ وہ سایہ دار بھی ہو، اگر وہ مجسمہ کی شکل
فی الحائط ولم یظهر منها سوی شیٔ	ہو لیکن سایہ دار نہ ہو مثلاً دیوار میں اس طرح

---

(۱) عمدۃ القاری ۱۲/۴۰ ۔

(۲) شرح مسلم ۲۰/۱۹۹

(۳) عمدۃ القاری ۱۲/۴۰ ۔

لاظل لہ فانہالاتحرم۔ | بنائی گئی ہو کہ اس کا سایہ نہ بن پاتا ہو تو وہ حرام نہیں۔

مشرکانہ تصویریں:

اسی طرح بعض روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ممانعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ تصویر بتدریج آدمی کو شرک تک پہنچا دیتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب بعض ازواج مطہرات نے حبش کے گرجاؤں کی خوبصورتی اور تصویروں کا ذکر کیا تو آپ کو ناگواری ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا ثم صوروا فيه تلك الصور، اولئك شرار خلق الله۔ (۱)

ان میں سے جب کسی نیک شخص کی موت ہوتی تھی تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے تھے پھر اس میں تصویریں بنا دیتے تھے۔ یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

اسی بنا پر آپ جس چیز میں "صلیب" پاتے اسے گھر میں نہیں رہنے دیتے

كان لايترك فى بيته شيئاً فيه صليب (۲)

چنانچہ شامی کا بیان ہے:

والظاهر انه يلحق به الصليب وان لم يكن تمثال ذى روح لان فيه تشبها بالنصارىٰ (۳)

ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم صلیب کا ہوگا اگرچہ اس میں جاندار کا مجسمہ نہ ہو، کیوں کہ اس میں نصاریٰ سے مشابہت ہے۔

اس کا تقاضا ہے کہ ذی روح ہوں یا غیر ذی روح، دیوار میں آویزاں

---

(۱) باب بناء المسجد علی القبر، بخاری ۱/۱۷۹۔ مسلم عن عائشہؓ۔

(۲) نسائی کتاب اللباس عن عائشہؓ۔ (۳) رد المحتار ۱/۴۳۵۔

ہوں یا نہ ہوں اور بڑی ہوں یا چھوٹی، جن تصویروں کی کسی قوم اور طبقہ میں پرستش ہوتی ہوں وہ حرام ہوں گی۔

بعض اور احکام

یہ حکم تو نمایاں تصاویر سے متعلق ہے، چھوٹی تصویریں جو بے تکلف پہچان میں نہ آتی ہوں، جائز ہیں: ولو کانت صغیرۃ بحیث لا تبدو للناظر الا بتأمل. لایکرہ (۱) خزانۃ الروایات سے نقل کیا گیا ہے کہ پرندہ کی مقدار جو تصویر ہو وہ مکروہ ہوگی، اس سے چھوٹی تصویر مکروہ نہ ہوگی: ان کانت مقدار طیر مکروہ و ان کانت اصغر فلا (۲) سر کٹی تصویریں بھی جائز ہیں، یہی حکم ایسی تصویر کا ہے جس کا کوئی عضو محو کر دیا گیا ہو کہ اس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا: او محوۃ عضو لا تعیش بدونہ (۳)

خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) مجسمے جو سایہ دار ہوں ان کی حرمت پر اجماع ہے جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے نقل کیا ہے۔

(۲) غیر ذی روح کی تصویریں جائز ہیں بہ شرطیکہ کوئی قوم اسکی پرستش نہ کرتی ہو۔

(۳) چھوٹی تصویریں ذی روح کی بھی جائز ہیں جیسے روپے اور انگوٹھی وغیرہ کی تصویریں۔ البتہ چھوٹی اور بڑی کی تحدید میں اختلاف ہے بعض حضرات کے نزدیک بڑی وہ ہے جو بے تکلف پہچان میں

---

(۱) ہندیہ ۱/۱۰۷۔ (۲) رد المحتار ۱/۴۳۷۔

(۳) در مختار علی الرد ۱/۴۳۷۔

آجائے اور بعضوں کے نزدیک وہ جو پرندہ سے کم حجم کی ہو۔

(۴) ذی روح کی بڑی بے سایہ تصویروں کے سلسلہ میں فقہاء کے اندر اختلاف ہے۔ سلف صالحین کی ایک جماعت اور خصوصیت سے فقہاء مالکیہ کا ایک طبقہ اس کے جواز کا قائل ہے جب کہ اکثر فقہاء اس کو اصلاً ناجائز کہتے ہیں۔

(۵) جو لوگ ذی روح کی تصویروں کو ناجائز قرار دیتے ہیں ان میں بھی بعض بہر صورت اس کو منع کرتے ہیں لیکن اکثر فقہاء کی رائے ہے کہ یہ ممانعت اس وقت ہے جب کہ اس کو بطریق احترام رکھا جائے، فرش، کپڑے اور تکیہ میں ایسی تصویر ہو تو مضائقہ نہیں۔

(۶) ضرورتاً مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ، بس وریلوے پاس، مجرموں کی شناخت کے لئے تصویروں کی حفاظت یا کسی بڑی قومی مصلحت کے تحت تصویر کشی جائز ہوگی کہ دشواریوں کی وجہ سے احکامِ شرع میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے:
المشقة تجلب التيسير

(۷) جو تصویریں ناجائز ہیں ان کا کھینچنا اور کھچوانا دونوں ناجائز ہے اور ایسی تصویر کشی کا پیشہ بھی درست نہیں۔